



سوال

(349) عدالت کی یک طرفہ ڈگری سے خلع واقع نہیں ہوتا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم نے آٹھ سال پہلے شادی کی اور دو سال بعد گھریلو ناچاکی کی وجہ سے میری بیوی اپنے میکے چلی گئی اور ان کے میکے والوں نے عدالت سے رجوع کیا لیکن مجھے کوئی نوٹس یا سمن موصول نہیں ہوا۔ اور نہ ہی میں نے تحریر یا زبانی طلاق دی۔ اور عدالت نے یک طرفہ کارروائی کر کے خلع کا فیصلہ دے دیا۔

عرصہ چھ سال بعد اب میری بیوی واپس آنا چاہتی ہے آپ سے سوال یہ ہے کہ کیا اب ہم میاں بیوی کی حیثیت سے رہ سکتے ہیں یا ہمیں نکاح ثانی کرنا پڑے گا قرآن و حدیث کی روشنی میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔ شکریہ

(سائل: احسان الحق شعیب ابراہیم کیپٹن جمال روڈ مکان نمبر 13 ساندہ کلاں لاہور)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال اگر واقعی مسمی احسان الحق نے اپنی بیوی کی زبانی یا تحریری طلاق نہیں دی اور نہ عدالت کی طرف سے اس کو یا اس کے کسی رشتہ دار کو کوئی نوٹس سمن وصول نہیں ہوا اور اس کی مکمل بے خبری میں عدالت مذکور نے یک طرفہ خلع کا فیصلہ سنا دیا ہو تو پھر بظاہر شرعی خلع کی تعریف صادق نہیں آتی۔ کیونکہ شرعی خلع اس گونہ خلاصی کو کہتے ہیں جس میں بیوی اپنے شوہر کو ملک نکاح کے عوض مہر وغیرہ واپس کر کے اس کے جہالہ عقد سے آزادی حاصل کرتی ہے جیسا کہ فقہاء اور علماء نے لکھا ہے۔

1- السید محمد سابق مصری خلع کی تعریف میں لکھتے ہیں:

سمى الفداء لأن المرأة تفتدى نفسها بما تبذل له زوجها. (1) (فہم السنہ ج 2 ص 253)

کہ خلع کو فداء اس لئے کہا جاتا ہے کہ عورت اپنی جیب سے کچھ مال مہر وغیرہ خاوند کو ادا کر کے ملک نکاح سے خلاصی حاصل کرتی ہے، یعنی مال کے عوض گونہ خلاصی حاصل کرنے کا نام خلع ہے۔

2- الشیخ ابو بکر الجزائری خلع کی تعریف میں ارقام فرماتے ہیں:

الخلع وهو أن تنكر المرأة البقاء مع زوجها فتخلع نفسها منه بما تعطيه إياه عوضاً عما انفقت عليها في الزواج بها. (2) (تفسیر ایسر التفسیر ج 1 ص 215)

”جب کوئی عورت بطور بیوی اپنے شوہر کے ساتھ رہنا پسند نہ کرے اور اپنی جیب خاوند کی طرف سے نکاح پر اٹھنے والے اخراجات کے عوض مال دے کر ملک نکاح آزادی حاصل کر لے تو اس عمل کا نام خلع ہے۔“

3- عنایہ شرح ہدایہ میں یہ تعریف لکھی ہے :

ہونی الشریعۃ عبارة عن انزال المرأة بازاء ملک النکاح بلفظ الخلع. (1) (حاشیہ ہدایہ: باب الخلع ج 2 ص 404)

”لفظ خلع کے ساتھ خاوند کا ملک نکاح کے عوض عورت سے مال کے کرپنے جہاں عقد سے آزاد کر دینے کو شریعت میں خلع کہتے ہیں۔“

4- فقہاء کی زبان میں خلع کی تعریف یہ ہے :

فراق الرجل زوجته ببدل محصل له. (2) (فقہ السنۃ: ج 2 ص 253)

”شوہر کا اپنی بیوی سے کچھ مال لے کر اس سے جدا ہو جانے کو خلع کہتے ہیں۔“

5- ابوالنولیس یسوعی لکھتے ہیں خلع امر آتہ، مال کے عوض عورت کو طلاق دینا۔ (منجد: خلع ص 291)

6- منہاج المسلم میں ہے :

عورت کسی وجہ سے اپنے خاوند کو پسند نہ کرنا اور اس کا مال مہر وغیرہ واپس کر کے اس سے خلاصی حاصل کر لینا خلع کہلاتا ہے۔ (ص: 646)

ان تعریفات سے جو حقیقت ابھر کر سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ شرعی خلع میں عورت کے لئے ضروری ہے کہ خاوند سے وصول شدہ مہر وغیرہ واپس کرے، یعنی عورت کی طرف سے مہر وغیرہ کی واپسی خلع کے تحقق میں بنیادی شرط ہے ورنہ عدم ادائیگی کی صورت میں خلع متحقق نہ ہوگا۔

سید سابق مصری تصریح فرماتے ہیں :

الخلع كما سبق - إزالة ملك النکاح في مقابل مال فالعوض جزء أساسي من مفهوم الخلع فاذا لم يتحقق العوض لا يتحقق الخلع (3) (فقہ السنۃ: ج 2 ص 254)

”گزشتہ بحث سے ثابت ہوا کہ اپنی بیوی سے مال (مہر وغیرہ) واپس لے کر شوہر کا ملک نکاح کو زائل کرنے کو خلع کہتے ہیں۔“

پس اس اصول سے معلوم ہوا کہ عوض خلع کی صحت کے لئے بنیادی جز ہے، لہذا جب تک عوض (عورت کا مہر وغیرہ واپس کرنا) متحقق نہ ہوگا شرعاً خلع متحقق (یعنی صحیح) نہ ہوگا چونکہ صورت مسئلہ میں بشرط صحت سوال عدالت نے کی طرف طور پر خلع کا فیصلہ سنا دیا ہے تو ظاہر ہے کہ خاوند مسمی احسان الحق کو اس کی بیوی کی طرف سے خلع کے عوض کوئی چیز ادا نہیں کی گئی، لہذا یہ خلع کا فیصلہ صحیح نہیں اور نکاح اپنی جگہ جوں کا توں قائم اور بحال ہے۔

تاہم احتیاط اسی میں ہے کہ عدالت کے فیصلہ کو تسلیم کرتے ہوئے، از سر نو شرعی طریقہ سے یعنی 2 گواہوں کی موجودگی میں ولی کی اجازت سے س نئے مہر کا تعین کر کے نکاح پڑھ لیا جائے۔ کیونکہ خلع کے بعد رجوع کا حق شرعاً ختم ہو جاتا ہے اور بیوی اپنے خاوند کے جہاں عقد سے آزاد ہو جاتی ہے ہاں اگر عورت کی مرضی ہو تو اپنے اس خاوند سے نیا نکاح شرعاً کر سکتی ہے۔

فقہ السنہ میں ہے :



یحوز المزوج ان یتزوجا برضاہانی عدتہا ویعتد علیہا عقد جدیدا۔ (1) ج 2 ص 258، ومنہا مسلم از شیخ ابو بکر جابر الجعفی ص 467)

خلاصہ کلام کہ صورت مسئلہ میں بشرط سوال نخل شرعاً واقع نہیں ہوا کہ یک طرفہ ہو اور بغیر عوض کے وجود میں آیا ہے، تاہم احتیاطاً عدالت کے فیصلہ کو تسلیم کرتے ہوئے نکاح جدید پڑھ لیا جائے، یعنی نئے گواہوں سے مہر اور ولی کی اجازت سے نکاح کیا جائے۔

مفتی کسی قانونی سقم اور عدالتی کارروائی کا ہرگز ذمہ دار نہ ہوگا۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج 1 ص 847

محدث فتویٰ